رفاہِ عامہ اور سماجی خدمت اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر شازیہ رمضان☆

Islam is a religion of humanity and social service is regarded as one of the most fundamental value. In fact, all the teachings of Islam are based on two basic principles, that is, worship of God and service of men and there can be no fulfillment of religious duties if both of these principles into practice. The Holy Prophet (PBUH) through his personal conduct (sunnat) and through his teachings demonstrated that this need of humanity is met well in a Muslim society. This paper high lights the significance of social welfare for a society in the light of the teachings of Holy Prophet (PBUH).

نبی اکرمؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور آپؐ کی رحمت تمیمہ سے پوری کائنات انسانی مستفید ہوئی۔ قرآن پاک میں بھی آپؐ کے لئے رحمۃ اللعالمین کا لفظ بولا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

وما ارسلنٰك الا رحمة اللعالمين. (۱)

اس مضمون میں آپ کی رحمت کے حوالے سے ان ارشادات اور اقدامات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو خلق خدا کے لئے نفع رسانی اور فیض بخشی سے متعلق ہیں۔ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ بچپن ہی سے ایسی تھی کہ لوگوں کے ہر طرح کے کام کرتے تھے اور اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ آپ کو شرکیہ اعمال وعقائد سے بھی شدید نفرت تھی۔ (۲)

جب نبی کریمؐ ۱۴ سال کے ہوئے تو جنگ فجار کا واقعہ پیش آیا۔ اس معرکہ میں نبی کریمؐ کے چچا، زبیر، بنی ہاشم کے علمبردار اور زبیر کے دیگر بھائی بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ اس لئے آپؐ کو بھی اپنے چچاؤں کے ساتھ میدان کارزار میں جانا پڑا تاہم آپ نے اپنی رحیمانہ طبیعت کی وجہ سے بذات خود اس لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ (۳)

جنگ فجار کے بعد حالات معمول پر آ گئے تو ایک دن زبید قبیلے کا ایک فرد باہر سے کچھ سامان لے کر آیا اور مکہ مکرمہ کے ایک نہایت بااثر اور طاقتور سردار عاص ابن وائل کے ہاتھوں فروخت کیا۔ عاص نے سامان تو لے لیا مگر قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ زبیدی بے یارو مددگار تھا۔ بے چارے نے متعدد افراد کو اپنا دکھڑا سنایا اور مدد کی درخواست کی۔ مگر عاص جیسے مقتدر سردار کے مقابلے میں اس کی حمایت پر کوئی آمادہ نہ ہوا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر کہنے لگا۔ اے خاندان فہر تمہیں ایک مظلوم مدد کے لئے پکار رہا

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ایگریکلچر یونیورسٹی، فیصل آباد۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے جس کا گھر اور قبیلہ بھی یہاں سے بہت دور ہے اور اس کا سامان مکہ میں چھن چکا ہے۔ یہ دردناک آواز جب صحن حرم میں پہنچی تو حضور پاکؐ کے چچا زبیر اور بنی ہاشم اور بنی اسد کے کئی لوگوں نے عہد کیا کہ آئندہ ہم مظلوموں کی مالی امداد کیا کریں گے۔ اس عہد و پیمان کے بعد سب لوگ اٹھ کر عاص کے پاس گئے اور وہ مال و متاع اس سے لے کر زبیدی کے حوالے کر دیا۔ جن لوگوں نے مظلوموں کی نصرت و حمایت کا حلف اٹھایا تھا ان میں نبی کریمؐ خود بھی شامل تھے اور آپؐ کو اس معاہدے کی حرمت کا اتنا پاس تھا کہ آپؐ زمانہ نبوت میں فرمایا کرتے تھے ''اگر مجھے آج بھی اس معاہدے کے نام پر مدد کے لئے بلایا جائے گا تو میں اس کی پکار پر لبیک کہوں گا''۔ (۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب ۳۵ سال تھی تو قریش نے کعبہ اللہ کی تعمیر نو کا ارادہ کیا کیونکہ کعبہ کی دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی تھیں۔ تعمیر کے دوران جب حجر اسود نصب کرنے کا مرحلہ آیا تو قبائل میں اختلاف پڑ گیا۔ کیونکہ ہر قبیلہ چاہتا تھا حجر اسود نصب کرنے کا اعزاز اسے حاصل ہو۔ یہ جھگڑا کئی دن چلتا رہا بالآخر ایک سمجھدار آدمی نے مشورہ دیا کہ کل صبح سب سے پہلے جو شخص باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہوگا اس کو منصف تسلیم کر لیا جائے اور وہ جو فیصلہ کرے گا اس پر عمل کریں گے۔

اگلی صبح سب سے پہلے حضرت محمدؐ اس دروازے سے داخل ہوئے۔ سب لوگ خوش ہوئے اور کہنے لگے ہم اس پر راضی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک بڑی سی چادر بچھا دو اور اس کے اندر آپؐ نے خود حجر اسود رکھ دیا اور پھر فرمایا سب لوگ اب اس چادر کو پکڑیں اور کعبہ کے قریب لے چلیں اور اس طرح جب مقام مخصوص پر پہنچ کر آپؐ نے حجر اسود کو خود اٹھا کر نصب کر دیا۔ اور اسی طرح یہ جھگڑا نہایت خوش اسلوبی سے ختم ہو گیا۔

عمر مبارک چالیس برس کے قریب پہنچ گئی تو مقدمات نبوت کا ظہور شروع ہو گیا تا کہ آپؐ ذہنی طور پر پہلے سے اس بار گران کو اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اس دور میں آپ کو جو بھی خواب میں نظر آتا تھا عالم بیداری میں اس کی تعبیر کا مشاہدہ ہو جاتا۔ عائشہ صدیقہؓ کے الفاظ میں ''آپؐ کے ہر خواب کی تعبیر صبح درخشاں کی طرح نمودار ہو جاتی''۔ (۵)

آپ غار حرا پر تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن اس مقدس غار میں گزار دیتے اور کبھی کبھی تو پورا مہینہ بھی وہیں بسر کرتے۔ اکیس رمضان المبارک کو بروز سوموار جبریل امین پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمانے لگے ''اقراء'' آپؐ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ اس پر جبریل امین نے آپ کو اپنے سینے سے چمٹا کر پھر کہا ''اقراء'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ جبریل امینؑ نے آپ کو سینے سے لگایا اور کہا ''**اقـراء بـاسم ربك الذى خلق. خلق الانسان من علق، اقراء وربك الاكرم. الذى**

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علم بالقلم''۔(۲)

آپؐ پر اتنا اثر ہوا کہ آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی عالم میں گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمانے لگے کہ مجھے کچھ اوڑھاؤ چنانچہ آپ کو گرم کپڑے اوڑھ دیئے گئے اور جب کچھ افاقہ ہوا تو پورا واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دی اور کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ راست باز، مہمان نواز، رشتہ داروں کے حقوق کا پاس کرنے والے، محتاجوں کا بوجھ اٹھانے والے، فقیروں پر نوازشیں کرنے والے اور حق کا ساتھ دینے والے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبوت سے پہلے کی زندگی بھی آپؐ کی ایسے ہی تھی کہ ہر وقت ضرورت مندوں کی حاجت روائی کرتے رہتے تھے۔ نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جیسا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ملتا گیا آپؐ کرتے چلے گئے۔ ایک دفعہ آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کو پکارا۔ یا معشر قریش لوگوں کے کانوں میں جیسے ہی آوازیں پڑیں، لوگ دوڑتے ہوئے آپؐ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر میں یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے عقبی دامن سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے۔ وہ لوگ کہنے لگے کیوں نہیں۔ آپؐ کو ہم نے کئی بار آزمایا ہے، آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد بھی آپؐ کی ذات مبارکہ ایسی تھی کہ لوگ آپؐ کے اخلاق اور صفات کی گواہی دیتے تھے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ لوگوں کے کام آتے تھے، ان کی مالی اور ہر طرح سے مدد کیا کرتے تھے۔ ابو جہل جو آپؐ کا بدترین دشمن تھا، اس نے ایک دفعہ اراشی سے اونٹ خریدے اور پیسے دینے سے مکر گیا۔ اراشی مسجد حرام میں آیا، بہت سے قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس جا کر اپنی فریاد سنائی اور کہا میں غریب ہوں اور مسافر ابو جہل نے میرا حق مارا ہے۔ قریش کے سرداروں کو دل لگی سوجی اور وہ کہنے لگے کہ وہ جو شخص مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے اس سے جا کر بات کرو وہ ضرور تمہارا حق دے گا۔ وہ نبی کریمؐ کے پاس آیا اور جا کر اپنا دکھڑا سنایا۔ قریش جانتے تھے کہ ابو جہل کی نبی کریمؐ سے شدید دشمنی ہے۔ اس لئے انہوں نے مذاق میں ایسا کیا۔ نبی کریمؐ اس شخص کے ساتھ چل پڑے۔ ابو جہل باہر نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو۔ وہ کہنے لگا میں ابھی کرتا ہوں اور اندر چلا گیا اور واپس آ کر اراشی کو اس کا حق دے دیا۔ وہ بہت خوش ہوا اور واپس جا کر قریش کے ان سرداروں کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ انہوں نے میرے ساتھ صحیح آدمی بھیجا ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ میں رہنا دوبھر ہو گیا تو آپؐ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک طرف وہی لوگ جو آپ ؐ کو ختم کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف انہی لوگوں کی امانتیں آپ ؐ کے پاس تھیں لیکن آپ ؐ نے حضرت علیؓ کے ذمہ لگایا کہ صبح یہ امانتیں واپس کر کے تم آ جانا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ تشریف لا کر ایک اسلامی، نظریاتی، شورائی' اور فلاحی ریاست قائم کی۔ اس مضمون میں ہم فلاحی ریاست کا تزکرہ کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو کیسے ایک فلاحی ریاست بنایا اور اس سلسلہ میں کیا کیا رفاہ کے کام سرانجام دیئے۔

تعمیر مساجد

مساجد کسی بھی معاشرے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں اور قرآن پاک میں بھی مساجد کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یومٍ احق ان تقوم فیه رجال یحبون ان یّتطهروا واللّٰه یحب المطّهّرین. (۷)

جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کیلئے) کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔

انما یعمر مساجد اللّٰه من اٰمن باللّٰه والیوم الاٰخر. (۸)

اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو ہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخر کو مانیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

عن عثمان بن عفان؛ سمعت رسول اللّٰہ ؐ یقول: من بنی مسجدًا للّٰه بنی اللّٰه له فی الجنة مثله. (۹)

حضرت عثمان بن عفان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جس نے اللہ کے لئے مسجد تعمیر کی تو اللہ تعالیٰ بھی اسے جنت میں ویسا ہی گھر دیں گے۔

سب سے پہلی مسجد جو مدینہ کی سرزمین میں تعمیر ہوئی 'مسجد قباء' ہے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اطہر سے تعمیر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا بعد ازاں آپ نے صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی زیارت کرنے اور اس میں نماز ادا کرنے کی ترغیب دی۔ جب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانے لگا تو مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پہلا پتھر رکھا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے اس کے ساتھ پتھر رکھا۔ ان کے بعد عمر فاروقؓ نے اپنے ہاتھ سے صدیقؓ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھا۔ پھر عثمان ذی النورینؓ پتھر لائے اور اس کے ساتھ نصب کر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دیا۔ اس موقع پر حضور القدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ میرے بعد انہیں اسی ترتیب میں خلافت عطا کی جائے گی۔(۱۰)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرزمین مدینہ باسکینہ میں تشریف فرما ہوئے تو سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے مکان کو اپنے قیام سے رونق بخشی؛ دعوت اسلام کی ہمہ وقتی مصروفیت؛ وفود کی ملاقاتوں کا طویل سلسلہ اور جاں نثار مسلمانوں کے بہت سے حل طلب مسائل کے باوجود آپؐ نے مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط مرکز کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر تعمیر مسجد کا منصوبہ فوری طور پر بنالیا۔

صحیح بخاری کے علاوہ دوسری کتب احادیث اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے قباء میں ۱۴ دن قیام فرمایا۔ (۴۲) اور پھر قباء سے مدینہ منورہ کیلئے جمعہ کے دن روانگی ہوئی۔(۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قباء سے مدینہ منورہ روانگی ہوئی تو آپ کی روانگی جمعہ کے دن سورج کافی بلند ہو جانے پر ہوئی تھی۔ جب آپ قبیلہ بنوسالم میں وادی ''رانونا'' تک پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو چکا تھا۔ بناء بریں آپ نے اپنے ہم سفر ایک سو افراد کی معیت میں وہیں جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔(۱۲)

اس لحاظ سے مدینہ منورہ میں آپ کا پہلا جمعہ تھا۔ بعد میں اس مقام پر بنائی جانیوالی مسجد کا نام ''مسجد الغبیب''، مسجد الوادی اور ''مسجد الجمعۃ'' مشہور ہوا۔

مسجد غمامہ

نبی کریمؐ کی یہ عیدگاہ تھی؛ عیدین کی نماز اس جگہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اسے مسجد مصلی العید کہا جاتا ہے۔(۱۳)

مسجد نبوی کے باب السلام سے جنوب مغربی کونے میں تقریباً پندرہ سو فٹ کے فاصلہ پر یہ مسجد واقع ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ھ میں پہلی مرتبہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز اس جگہ ادا فرمائی تھی۔(۱۴)

سیدنا ابوسعید خدری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے؛ پہلے نماز عید ادا کرتے پھر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جس میں پند ونصائح اور احکامات صادر فرماتے؛ اگر کوئی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اسے رخصت فرماتے۔(۱۵)

مسجد الفضیخ

یہ مسجد؛ مسجد قباء سے مشرقی جانب حرۃ الشرقیہ کے قریب عوالی کے علاقہ میں واقع ہے۔(۱۶)

جو مسجد شمس کے نام سے بھی مشہور ہے۔ سیدنا ہشام بن عروہ اور سیدنا حارث بن فضیل سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھی تھی۔(۱۷)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کا نام مسجد شمس کیوں مشہور ہوا؟ اس کی کوئی معقول وجہ کسی جگہ نہیں ملتی سوائے اس خیال کے کہ اس کا محل وقوع بلند جگہ ہونے کی وجہ سے سورج طلوع ہوتے ہی اس پر کرنیں پڑتی ہیں۔(۱۸)

اور یہ بھی محض مفروضہ ہے کہ اس مقام پر سورج غروب ہونے کے بعد لوٹ آنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔(۱۹)

مسجد البحیر یا مسجد سجدہ

قدیم زمانہ میں اس کے قریب ''البحیر'' نامی کھجوروں کا باغ تھا اس نسبت سے یہ نام مشہور رہا۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی شریف کے صحن میں سو رہا تھا۔ اچانک آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں بھی دبے پاؤں پیچھے ہولیا۔ آپ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر بہت ہی طویل سجدہ کیا۔ مجھے فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں روح پرفتوح اعلیٰ علیین کو پرواز تو نہیں کر گئی۔ اتنے میں آپ نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور فرمایا، عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ آپ نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کی روح پاک پرواز نہ کر گئی ہو۔(۲۰)

اسی طرح مدینہ پہنچنے کے بعد مختلف مقامات پر آپؐ نماز پڑھتے رہے۔ کبھی آپ کہیں نماز پڑھتے اور کبھی آپ کسی اور جگہ پر نماز پڑھ لیتے۔ حتیٰ کہ آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنالیا۔ بھلا اس سے زیادہ عظیم عمارت اس سے پاکیزہ تر تعمیر اور اس سے زیادہ مقدس جگہ کون سی ہو سکتی ہے جسے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سجدہ گاہ ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ''مدینہ منورہ زاد باللہ تنویراً میں جب آپ کا درود مسعود ہوا تو آپ کی اونٹنی مدینہ میں واقع مسجد رسولؐ کے قریب جا بیٹھی۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا' **ھذا ان شاء اللہ المنزل** ''اس جگہ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور وہ قطعہ اراضی سیدنا اسعد بن زرارہؓ کے زیر کفالت دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا جو وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ آپؐ نے ان بچوں کو بلایا اور اس جگہ مسجد بنانے کے لئے اس کھلیان کی قیمت دریافت فرمائی۔ ان بچوں نے قیمت لینے سے انکار کیا اور بلا معاوضہ ہبہ کرنے کی پیش کش کی مگر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اسے مسترد فرما دیا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی اس روایت سے ارشاد ہے'' آپ نے بلا قیمت قبول فرمانے سے انکار کیا۔ بالآخر ان سے قیمتاً خرید کر وہاں مسجد بنا دی''۔(۲۱)

صحابہ کرامؓ بڑے وقار' انہماک' ولولہ اور جذبہ کے ساتھ اینٹیں لانے میں مصروف تھے اور سرور کون و مکان' سلطان زمین و زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے شانہ بشانہ کام میں مصروف تھے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

آپؐ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ یہ مسجد ہمارے زمانے کی عام مسجدوں کی طرح محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی بلکہ وہ اسلامی ریاست کا سیکرٹریٹ بھی تھی، عبادت گاہ بھی تھی، تعلیم گاہ بھی تھی اور حسب ضرورت وہاں خیمہ نصب کر کے ہسپتال کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی جائے وقوع کے اعتبار سے مدینے کے وسط میں واقع ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو قباء، بنوسالم اور کئی محلوں کے لوگوں نے اپنے یہاں قیام کی پیشکش کی مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنونجار میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر فروکش ہوئے جو آج صحن مسجد کا حصہ ہے۔

اس جگہ کے انتخاب کی حکمت اس وقت سمجھ میں آتی ہے جب ہم مدینے کی شاہراہوں کا مطالعہ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ مدینے کی تمام سڑکوں کا سرا مسجد نبوی سے آکر ملتا ہے۔ اس مرکزیت کا خیال صرف مسجد ہونے کی بناء پر نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مسجد نبوی کے علاوہ 9 مزید مساجد مختلف محلوں میں تعمیر ہو گئیں تھیں۔ (۲۲)

مدینہ طیبہ کے مشہور کنویں

مدینہ طیبہ کی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک اہم کتاب نور الدین علی بن احمد السمہودی۔ (۲۳) کی کتاب 'وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ہے۔ اس میں مدینہ طیبہ کے 21 کنوؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۲۴)

مصانع عینیہ (چشموں کے بند) کی تعمیر

عین جاری چشمے کو کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے ان چشمون پر خاص لوگوں اور قبائل کا قبضہ ہوتا تھا وہ اپنے پینے کے لئے استعمال کرتے اور فصل بونے کے وقت آب پاشی کا کام لیتے۔ لیکن فاضل پانی اور کاشتکاری کے دنوں کے علاوہ پانی کی ایک بڑی مقدار بہہ کر ضائع ہو جاتی تھی۔ اس طرح اس پانی کا کسی کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چشموں کو عرافت کی تحویل میں دے دیا۔ عرفاء نے حسب ہدایت ہر چشمے پر بند بنا کر پانی کا ذخیرہ کرنا شروع کر دیا چشموں سے زیادہ پانی حاصل کرنے کے لئے انہیں مزید گہرا کیا گیا۔ اس طرح سال بھر میں جو پانی ذخیرہ ہوتا فصل بونے کے وقت مشترکہ طور پر استعمال کیا جاتا۔ اگر پانی پھر بھی بچ رہتا تو قریبی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے اسے کام میں لایا جاتا۔

مصانع سیلیہ (سیلابی بند) کی تعمیر

مصانع سیلیہ (سیلابی بند) ''سیل'' کا بنیادی معنی سیلاب ہے۔ عام طور پر بارشوں کی کثرت کی وجہ سے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نشیبی جگہوں میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ ان نشیبی جگہوں کو ادویہ (وادی کی جمع) اور ان میں بہنے والے پانی کو سیل کہا جاتا تھا خواہ وہ طغیانی پر نہ ہو۔ پھر سیلابی پانی کی گزرگاہ کو بھی سیل کہا جانے لگا مثلاً سیل مہزور، سیل عقیق اور سیل بطحان وغیرہ۔ سیلابی پانی پر بند باندھنے کے لئے زیادہ افرادی قوت اور زیادہ سرمائے کی ضرورت تھی نیز اس کی افادیت بھی محدود نہیں تھی۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصانع سیلیہ کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں (عمالت) پر ڈالی جنہیں افرادی قوت کے علاوہ صدقات، زکوٰۃ اور دیگر محاصل وصول کرنے کی وجہ سے سرمائے کی کمی نہیں تھی۔ ان بندوں کی تعمیر سے کثیر مقدار میں پانی بھی حاصل ہوتا تھا اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے لوگوں کے گھر اور جائیدادیں بھی محفوظ ہو گئی تھیں۔

مصانعِ قناتیہ (ندی نالوں کے بند) کی تعمیر

سرزمین عرب کا رقبہ بہت لیکن آبادی کم ہے۔ بے آباد پہاڑی علاقوں کی کثرت ہے۔ ان پہاڑوں پر ہونے ولی بارش کا پانی اور ان میں پھوٹنے والے چشموں کا پانی مل کر ندی نالوں کی شکل میں نشیبی علاقوں میں آ جاتا تھا۔ ان ندی نالوں کا رخ موڑ کر پانی کو قابل کاشت زمینوں تک پہنچانے کے لئے مصانع کی ضرورت تھی۔ دور دراز علاقوں تک پہنچنا، بہتے پانی کے بہاؤ کا جائزہ لینا، موزوں مقام پر بند باندھ کر پانی کا رخ موڑنا وغیرہ ایسے کام ہیں جن کے لئے نقل وحمل، ماہر افرادی قوت اور سرمائے کی ضرورت تھی اس لئے یہ بڑا کام بڑے حکومتی ادارے (عمالت اور ولایت) کے سپرد کیا گیا۔ اس طرح پانی کو محفوظ کرنے اور اس سے بہتر استفادے کی اپنے وقت کے لحاظ سے بہترین امکانی کوشش کی گئی جس کے آب نوشی، آب پاشی، زراعت، تجارت، معیشت اور رفاہت پر بہترین اثرات پڑے اور اسلامی معاشرہ تدریجی طور پر خوشحال ہوتا گیا۔ (۲۵)

تجارتی مراکز کا قیام

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ قیام پذیر ہوئے انہوں نے وہاں تجارت کو ہی پیشہ بنایا۔ کیونکہ تجارت کے بارے میں آپ نے فرمایا؛ رزق 20 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں سے 19 تجارت میں اور صرف 1 حصہ دستکاری اور صناعت میں ہے۔ (۲۶) آپ نے فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء. (۲۷)

سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

بہترین کمائی ان تاجروں کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے' امانت میں خیانت نہیں کرتے' وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت اس چیز کی مذمت نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم دے) جب خود بیچتے ہیں تو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے۔ اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر خود ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے۔(۲۸)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

من غشاً فليس منا.

ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔

یہ تھی اسلامی اصول معاشیات کی ایک دل ربا جھلک' جو فلاحی مملکت کی پرشکوہ عمارت کے لئے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ جب قریشی مسلمان ہجرت کر کے مدینہ باسکینہ میں قیام پذیر ہوئے تو حسب سابق وہاں بھی ان کا پیشہ تجارت ہی رہا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجارت کو فروغ دینے کی خاطر مدینہ منورہ میں جدید تجارتی منڈیاں قائم کیں جن میں کوئی محصول نہیں لیا جاتا تھا۔(۲۹)

آپ نے وسط مدینہ میں ایک مرکزی مارکیٹ بنوائی جسے سوق المدینہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت مدینے کی مشہور اور بڑی مارکیٹ قینقاع تھی جو یہودیوں کے علاقے میں تھی۔ وہاں وہ گاہکوں کا استحصال کرتے اور ان کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی اور بدتمیزی بھی کرتے اسی وجہ سے وہ جلا وطن بھی کئے گئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مقابلے میں مدینے کی مرکزی جگہ پر مسجد نبوی اور بقیع کے نزدیک ''سوق المدینہ'' مدینہ مارکیٹ بنوائی۔ اس زمانے میں قینقاع کی مارکیٹ کے علاوہ چھوٹی چھوٹی اور بھی کئی مارکیٹ تھیں مثلاً زبالہ مارکیٹ' جسر مارکیٹ' صفاجت مارکیٹ وغیرہ۔

ان ساری منصوبہ بندیوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ بہت جلد مدینہ تجارتی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔ دور دراز سے لوگ اس شہر میں تجارت کے لئے آنے لگے اور مدینہ کے لوگ باہر تجارتی سامان لانے کے لئے جانے لگے۔ تحفظ اور ترقی کا احساس اگر تاجروں کو ہو جائے تو تجارتی مرکز فروغ پاتا ہے اور یہ احساس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھی طرح پیدا کر دیا تھا۔

مہاجرین کا مخصوص پیشہ اگرچہ تجارت تھا تاہم مدینہ منورہ آنے کے بعد رفتہ رفتہ زراعت میں بھی مصروف ہو گئے۔ جیسا کہ مہاجرین کی آمد کے موقع پر انصار مدینہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمارے کھجور کے باغات ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیجئے۔ لیکن آپ نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا۔ پھر انہوں نے پیش کش کی محنت و مزدوری میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ہم انہیں پیداوار میں شریک کر لیں گے۔ چنانچہ مہاجرین نے اس تجویز کو بخوشی قبول کر لیا۔(۳۰)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعدازاں انصار نے کھیت بٹائی پر دینے شروع کئے تو عموماً تمام مہاجرین نے زراعت کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ "مدینہ باسکینہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کھیتی نہ کرتا ہو۔ سیدنا علی، سیدنا سعد بن مالک، سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سب زراعت کا کام کرتے تھے۔(۳۱)

ڈسپنسری وانسانی صحت وصفائی کا انتظام

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہسپتال کے قیام کو بھی اپنی اولین ترجیح کا مرکز بنایا اور اس کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ نصب کیا جاتا تھا جیسا کہ امام بخاری نے باب **الخیمة للمرضی فی المسجد** قائم کر کے یہ واضح کیا ہے۔(۳۲)

حدثنا زکریا بن یحیی قال: حدثنا عبداللّٰہ بن نمیر قال: حدثنا ھشام عن ابیه، عن عائشة قالت: اصیب سعد یوم الخندق فی الاکحل، فضرب النبی ﷺ خیمة فی المسجد لیعوده من قریب، فلم یرعھم. وفی المسجد خیمة من نبی غفارٍ. الا الدم یسیل الیھم، فقالوا: یا اھل الخیمة! ماحذا الذی یاتینا من قبلکم؟ فاذا سعد یغذو جرحه دما، فمات فیھا.

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں غزوہ خندق کے موقع پر حضرت سعدؓ کی رگِ اکحل میں تیر کا زخم آیا تو رسول اللہؐ نے ان کیلئے مسجد میں خیمہ نصب کروایا تا کہ ان کے پاس رہ کر ان کی دیکھ بھال کر سکیں۔ مسجد بنی غفار کا خیمہ بھی نصب تھا۔ ایک دن بنی غفار کے خیمہ والے حضرت سعد کے خیمے سے خون آتا دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ بنی غفار نے سعد کے خیمے والوں سے کہا اے خیمہ والو یہ تمہاری طرف سے کیا چیز ہماری طرف بہتی چلی آ رہی ہے! اتنے میں دیکھا تو وہ حضرت سعد کے زخم کا خون تھا اور انہوں نے اسی زخم سے وفات پائی۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحت وصفائی کی طرف بھی بہت توجہ دی۔ کیونکہ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ زیادہ بیمار ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا؛

الطھور شطر الایمان.

صفائی وپاکیزگی نصف ایمان ہے۔(۳۳)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا،

مفتاح الصلاۃ الطھور.

نماز کی چابی طہارت میں ہے۔(۳۴)

اللہ تعالیٰ نے بھی صفائی پر بہت زور دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وثیابك فطهر.

اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔(۳۵)

فيه رجال يحبون ان يطهروا والله يحب المطهرين. (۳۶)

اس مسجد قباء میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

مايريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهركم. (۳۷)

اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا، البتہ وہ تم کو پاکیزہ کرنا چاہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پینے الغرض ہر جگہ صحت وصفائی کا اہتمام فرمایا۔ کیونکہ ایک مسلمان کی نظر میں سامان خورد ونوش اصل مقصود نہیں' وہ اس لئے کھاتا پیتا ہے کہ بدن کو زندہ رکھ سکے اور اللہ کی عبادت کا فریضہ سرانجام دے سکے اور یہی عبادات اسے دار آخرت کی عزت وسعادت کا اہل بنائے گی۔ اس کا کھانا پینا کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں ہوتا اور نہ محض لذت وشوق کے لئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھوک لگتی ہے تو وہ کھاتا ہے اور جب پیاس لگتی ہے تو وہ پیتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حلال و پاک اشیاء سے کھانے پینے کی چیزیں تیار کرے یعنی اس میں حرام نہ ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

يايها الذين اٰمنوا كلوا من طيبٰت مارزقنٰكم. (۳۸)

اے ایمان والو! ہم نے جو پاک اور عمدہ روزی تمہیں دی ہے' اس سے کھاؤ۔

اگر ہاتھوں پر میل کچیل ہو تو ہاتھوں کو اچھی طرح صاف کرے۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئے۔

تعلیمی نظام

وقولہٖ تعالیٰ ، وقل رب زدنی علما﴿. (۳۹)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور آپ کہئے' اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔

تعلیم ایسا تابناک فن ہے جو اقوام وملل کی تمدنی تعمیر وترقی' فلاح و بہبود' دینی و دنیوی' عروج و کامرانی کا بے حد موثر ذریعہ ہے۔ اسلام سے بہت پہلے مدینہ منورہ میں تعلیم وتعلم کا رجحان پایا جاتا تھا چونکہ اس وقت ساری دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ تعلیم سے بے اعتنائی اور غفلت کے باعث گنے چنے آدمی تعلیم یافتہ پائے جاتے تھے یہی کیفیت مدینہ منورہ کی تھی۔ یہود میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری تھا۔ ان کی تعلیمی درسگاہوں میں تورات کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی تربیت کا انتظام بھی تھا' جیسا کہ حدیث شریف میں ان کی تعلیمی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

درسگاہوں کا ذکر اس طرح پایا جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہود سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہو جاؤ۔ ہم لوگ مدینہ سے نکل کر یہود کی آبادی کی طرف چل دیئے حتی کہ بیت المدراس تک پہنچ گئے۔ (۴۰)

اوس وخزرج یعنی مدینہ کے انصار' مکہ والوں سے زیادہ متمدن ہونے کے باوصف ان میں تحریر و کتابت اور علم وادب کا رواج مکہ والوں سے بھی کم تھا۔ ان قبائل میں عربی لکھنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ یہود میں سے کسی نے انہیں لکھنا سکھایا تھا۔ البتہ اسلام سے کچھ زمانہ قبل اہل مدینہ کے بچے تحریر واملاء کا فن سیکھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اوس وخزرج کے متعدد آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

ابتدائے اسلام میں حسب ذیل حضرات تعلیم یافتہ تھے؛

سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو' ابی بن کعب' زید بن ثابت' رافع بن مالک' سید بن حضیر' معین بن عدی' بشیر بن سعد' سعد بن ربیع' اوس بن خولی' عبداللہ بن ابی المنافق' سوید بن الصامت اور حضیر الکتائب۔ (۴۱)

علاوہ ازیں سیدنا کعب بن مالک اور سیدنا انس بن مالک (۴۲) بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور عمرو بن سعید' ابی بن وہب۔ (۴۳)

نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملا۔ جس سے وحی خداوندی کا آغاز ہوا' وہ تعلیم وحکمت جیسے عظیم المرتبت موضوع پر مبنی تھا' کیونکہ تعلیم ہی معرفت الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور پھر انسان کو دوسرے سارے حیوانات سے ممتاز اور ساری مخلوقات سے اشرف واعلیٰ تعلیم ہی بناتی ہے۔ ارشاد اولین ہوتا ہے؛

اقـراء بـاسـم ربك الـذی خلق. خلق الانسان من علق. اقرا وربك الاكرم. الذی علم بالقلم. علم الانسان مالم يعلم. (۴۴)

اپنے رب کے نام سے پڑھ۔ آدمی کو پیدا کیا جمے ہوئے لہو سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم سے۔ آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

تمام علوم وحکم کی تدوین اور اولین وآخرین کی تاریخ' ان کے حالات ومقالات اور اللہ کریم کی نازل کردہ کتابیں' سب قلم ہی کے ذریعہ معرض وجود میں آئیں۔ (یعنی لکھی گئیں) اور رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین ودنیا کے سارے کام مختل ہو جاتے۔ اس لئے علم وقلم کی برکات اور فیوضات سے مستفید ومستفیض ہونے کی تاکید معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی؛

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

طلب العلم فریضة. (۴۵)

علم طلب کرنا فرض ہے۔

من یرد اللّٰہ بہٖ خیرًا یفقھه فی الدین. (۴۶)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی معرفت سے نوازتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

العلماء خلفاء الانبیاء. (۴۷)

علماء انبیاء کے خلفاء ہیں۔

ایک روایت میں ہے؛

العالم و المتعلم شریکان فی الاجر. (۴۸)

عالم اور طالب علم دونوں اجر میں شریک ہیں۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

جو چلا کسی راستے پر علم کی تلاش میں اللہ آسان کر دیتا ہے اس کے لئے جنت کا راستہ اور فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں علم کے طلبگار کی عزت افزائی کیلئے اور طالب علم کیلئے، مغفرت دعاء کرتے ہیں۔ آسمان اور زمین والے حتی کہ مچھلیاں پانی میں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کی ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء کسی کو درھم و دینار کا وارث نہیں بناتے وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں، جس نے وہ حاصل کر لیا اسے بہت بڑی دولت ہاتھ لگ گئی۔ (۴۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انما بعثت معلماً. (۵۰)

مجھے معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں مدینہ منورہ نے ابتداء ہی سے ایک مستقل دار العلوم کی حیثیت اختیار کر لی تھی جس سے نہ صرف جزیرۃ العرب فیض یاب ہوا بلکہ علم کی نورانی شعاعوں نے ساری دنیا کو بقعہ نور بنا دیا۔

خواندگی کو عام کرنے اور اس شعبہ کو ترقی کے درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد انتظامات بروئے کار لائے۔ اس لسلسۃ الذھب کی ایک کڑی یہ بھی تھی کہ علوم وفنون کے ماہر اساتذہ کو تعلیمی خدمات پر تعینات فرمایا۔ اور دوسرے شہروں سے بھی ماہرین کو طلب کیا۔

انتظامی حکومت کے لئے اداروں کا قیام

اسلامی تعلیمات کے مطابق رضا کارانہ خدمات سرانجام دینے کو فضیلت حاصل ہے لیکن جب تک انسانی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خدمات کے لئے باقاعدہ ذمہ دار حکومتی ادارے نہ ہوں تسلسل کے ساتھ اور احسن طریقے سے کام نہیں چلتا۔ مثلاً زکوٰۃ کی رضا کارانہ ادائیگی ایک فضیلت ہے لیکن نظام زکوٰۃ کا دارومدار رضا کارانہ خدمات پر نہیں رکھا گیا بلکہ اس کی وصولی اور تقسیم کے لئے باقاعدہ عاملین زکوٰۃ مقرر کئے گئے جن کے ذمے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے علاوہ حساب وکتاب اور ریکارڈ کی حفاظت بھی تھی۔ اسی طرح آبی وسائل سے استفادہ وغیرہ کے لئے ادارے بنائے گئے جن کی دوسری بہت سی ذمہ داریوں میں آبی وسائل کی تنظیم وتقسیم بھی تھی ان داروں کو نقابت، عرافت ،عمالت کا نام دیا گیا تھا۔ ان اداروں کی تشکیل، تنظیم اور ذمہ داریوں کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

ا:۔ نقابت

اس ادارے کے سربراہ کو 'نقیب' کہا جاتا تھا۔ اس کی ابتداء باقاعدہ ادارے کے طور پر نہیں ہوئی تھی بلکہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصارِ مدینہ میں سے بارہ نقیب مقرر فرمائے جن کے ذمہ اپنے خاندان اور قبیلے کے افراد کی ابتدائی دینی تعلیم کے علاوہ اخلاقی اور معاشرتی امور کی نگرانی تھی۔ (۵۱)

یہ تجربہ کامیاب رہا۔ نقباء کی وجہ سے مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت وسیع تر ہوگئی اور قبائل مدینہ کو مخالفین اسلام راہ راست سے نہ ہٹا سکے۔ اس تجربے کی کامیابی کی یہ دلیل ہے کہ بنو نجار کے نقیب اسعد بن زرارۃ فوت ہو گئے تو بنو نجار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کا نیا نقیب مقرر کیا جائے۔ (۵۲)

مہاجرین کے معاملات کی نگرانی کے لئے بھی نقیب مقرر کئے گئے جن کی تعداد سات تھی۔ اسی طرح فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے غیر مہاجرین کے لئے بھی 14 نقیب مقرر کئے گئے جن میں سے 7 قریشیوں میں سے اور 7 غیر قریشی مہاجرین میں سے تھے۔

" لیس من نبی کان قبلی الا قد اعطی سبعة نقباء وزراء نجباء وانی اعطیت اربعة عشر وزیرًا نقیباً نجیباً سبعة من قریش وسبعة من المہاجرین" (۵۳)

''مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات معزز نقیب دیئے گئے جو نیابت کا کام کرتے تھے۔ مجھے چودہ معزز نقیب بطور وزیر عطا کئے گئے ہیں۔ سات قریش میں سے اور سات مہاجرین میں سے۔''

نقیب کا کام رعایا کے کاموں میں رئیس قوم کی معاونت ہے۔ یہ رئیس قوم (عریف) سے عہدہ میں کم ہوتا ہے۔

" والعریف رئیس القوم سمی به لانه عرف بذلك والنقیب هو دون الرئیس". (۵۴)

ترجمہ: عریف قوم کا رئیس ہوتا ہے کیونکہ وہ قوم کی پہچان ہوتا ہے۔ نقیب کا عہدہ رئیس سے کم ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نقابت کے ادارے کی تشکیل اور اس کے فرائض کے بارے میں ایک اہم حوالہ یہ بھی ہے۔

''نقابت آٹھ کنبوں پر مشتمل تھی۔ یہ آٹھ کنبے مل کر ایک آدمی کو اپنا سربراہ بناتے تھے اس کو نقیب کہا جاتا تھا۔ مقامی امور کی انجام دہی گورنمنٹ کی طرف سے ان کی ذمہ داری ہوتی تھی''۔(۵۵)

۲:۔ عرافت

یہ بارہ نقابتوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ گویا یہ چھیانوے کنبوں پر مشتمل ایک کونسل ہوتی تھی۔ اس کے سربراہ کو ''عریف'' کہا جاتا تھا۔ اسے زیادہ تر حکومت نامزد کرتی تھی۔ بعض صورتوں میں لوگوں کی رائے سے اس کا انتخاب ہوتا تھا۔ دورِ رسالت میں یہ ایک اہم عہدہ ہوتا تھا جس کے بہت سے فرائض تھے۔ ان فرائض کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حکومت اور رعایا کے درمیان رابطہ

رعایات کے حالات، معاملات کی تفصیلی خبر رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن یہ کام اکیلے حکمران کے لئے عقلاً محال ہے۔ اس لئے حکومت کی طرف سے عریف مقرر کیا جاتا تھا تاکہ وہ بوقت ضرورت حکومت کی مدد کر سکے۔

فی الحدیث مشروعیة اقامة العرفاء لان الامام لایمکنه ان یباشر جمیع الامور بنفسه فیحتاج الٰی اقامة من یعاونه لیکفیه مایقیمه فیه '' (۵۶)

ترجمہ: حدیث میں عرفاء کی تقرری کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ امام کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ ذاتی طور پر تمام معاملات کو جان سکے۔ اسے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو کسی کے بارے میں فیصلہ کرنے میں اس کی مدد کر سکے۔

عرفاء کے اس کردار کے بارے میں اس حدیث سے بھی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ جسے امام بخاریؒ نے باب العرفاء للناس کے تحت روایت کیا ہے۔

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنے کی خواہش کا اظہار مسلمانوں سے کیا تو مسلمانوں نے اجازت دے دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' مجھے معلوم نہیں کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی؟ اس لئے آپ لوگ جائیں اور آپ کے عرفاء آپ کی رائے سے ہمیں مطلع کریں'' عرفاء نے لوگوں سے رائے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی کہ لوگوں نے بخوشی اجازت دے دی ہے''۔(۵۷)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رعایا کے حقوق کی حفاظت

حکومتی افراد تک عوام کی رسائی مشکل ہوتی ہے ایسی صورت میں عریف عوامی نمائندے کی حیثیت سے عمال حکومت سے رابطہ رکھتا ہے اور عوام کے مسائل حکومتی افراد تک پہنچاتا ہے۔ حافظ ابن حجر ''عریف'' کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

" فانا عارف و عریف ای ولیت امر سیاستھم وحفظ امورھم وسمی بذلك لكونه یتعرف امورھم حتیٰ یعرف بھا من فوقه عند الاحتیاج "(۵۸)

ترجمہ: میں عارف اور عریف ہوں اس کا معنی ہے کہ میں نے لوگوں کی قیادت اور ان کے کاموں کی حفاظت سنبھال لی ہے۔ عریف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ان کے معاملات سے واقف ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت حکام بالا کو اطلاع دے سکتا ہے۔

جنگی کارروائیوں میں دوست دشمن کی پہچان

چونکہ عرفاء لوگوں سے قریبی واقفیت رکھتے تھے اس لئے میدان جنگ میں اپنے پرائے اور دوست دشمن میں امتیاز کے لئے لشکروں میں عرفاء بھی مقرر کئے جاتے تھے جو میدان جنگ میں لڑنے والوں کو آگاہ کرتے رہتے تھے۔ کتانی نے عرفاء کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

" باب فی ذکر العرفاء وھم رؤساء الاجناد وقوادھم " (۵۹)

ترجمہ: باب عرفاء کے بیان میں جو لشکر کے رئیس اور قائد ہوتے ہیں۔

کتانی نے 'المنتقیٰ للباجی' کے حوالہ سے لکھا ہے۔

" ولعلھم سموا بذلك لان بھم یتعرف احوال الجیش "(۶۰)

۳:۔ عمالت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اسلامی ریاست کو باقاعدہ ولایات (صوبوں) میں تقسیم کیا گیا تھا۔ صوبے کے سربراہ کو عامل یا والی کہا جاتا تھا۔ صوبوں کی تعداد 27 تھی اور ان میں سے ہر ایک پر عامل مقرر تھا جو اپنے علاقہ کے نظم ونسق میں خود مختار ہوتا تھا۔ ذیل میں کچھ صوبوں اور ان کے عاملین کے نام ہیں جس سے صوبائی انتظام کا اندازہ ہوتا ہے۔(۶۱)

مغربی دنیا آج اپنی رفاہی ریاستوں اور سوشل سکیورٹی سسٹم پر فخر کرتی ہے لیکن نبی کریمؐ نے آج سے چودہ سال قبل اپنی ذاتی اور اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ حقوق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی ہر طرح کی بھلائی کو عمر بھر کا نصب العین بنایا۔ آپؐ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی اسلامی ریاست کے رفاہی پہلو کو بہت اہمیت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عہد عثمانی میں ریاست اسلامی کے شہری اتنے خوشحال ہوگئے کہ زکوٰۃ دینے والے کو بڑی مشکل سے کوئی مستحق زکوٰۃ ملتا۔ افسوس خلافت کے بعد ملوکیت کے مسلط ہونے پر پھر وہی زمانہ جاہلیت کی اجارہ داریاں اور معاشی ناہمواریاں پیدا ہوگئیں۔ آج بھی ۵۷ اسلامی ملکوں میں کوئی بھی رفاہی ریاست اور ویلفیئر سٹیٹ کہلانے کی مستحق نہیں۔ اقوام عالم میں اسلام کے فروغ اور اس کی نشر واشاعت کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے نمونے کی اسلامی ریاستیں قائم کریں جن میں عوام کی فلاح و بہبود کا پورا انتظام کیا گیا ہو۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) الانبیاء:۲۱/۱۰۷۔

(۲) الحلبی، برہان الدین، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، مصطفیٰ الباب مصر ۱۳۴۹ھ، ج ا،ص ۱۳۸۔

(۳) نعمانی، شبلی، سیرت النبیؐ، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور ۱۹۷۵ء، ج ا،ص ۱۸۶۔ اور آخر کار صلح ہوگئی

(۴) ابن سعد، محمد، طبقات ابن سعد، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۲۰۰۳ء، ج ا، ص ۸۲۔

(۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب کیف کان بعد الوحی الی رسول اللہ وقول اللہ جل ذکرہ، دار السلام ریاض، ۱۹۹۹ء، ص ا، ح ۳۔

(۶) العلق:۹۶/۱تا۵۔

(۷) التوبہ:۹/۱۰۸۔

(۸) التوبہ:۹/۱۷۔

(۹) مسلم، حجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، باب فضل بناء المساجد والحث علیھا، ص ۲۱۶، ح ۱۱۹۰۔

(۱۰) حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، مستدرک حاکم، دارالباز، مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ، ج ۳، ص ۳۱۳۔

(۱۱) بخاری، باب مقدم النبی واصحاب المدینۃ ح ۲۹۳۲، ص ۶۶۴۔

(۱۲) طبقات ابن سعد، ج ا، ص ۲۲۳۔

(۱۳) آثار مدینہ، علامہ عبدالقدوس انصاری، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، ۱۹۷۳ء، ص ۸۸تا۹۱۔

(۱۴) ایضاً، ص ۱۲۲۔

(۱۵) بخاری شریف، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلی بغیر منبر ح ۹۵۶، ص ۱۵۴۔

(۱۶) آثار المدینہ، ص ۱۴۱۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۱۷) ابن نجار محمد امام محمد بن محمود، اخبار مدینہ، مکہ مکرمہ ۱۹۸۱ء ص ۱۱۵۔

(۱۸) آ ثار المدینہ، ص ۱۴۱۔

(۱۹) سمہودی، نور الدین علی بن احمد، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۸۴ء ج ۲، ص ۳۳۔

(۲۰) محمد الیاس عبد الغنی، دکتور، تاریخ مدینہ منورۃ المصور، مطابع الرشید مدینہ منورۃ ۲۰۰۳ء، ص ۴۶۵۔

(۲۱) صحیح بخاری، باب الہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ، ح ۳۹۶۰ ص ۶۵۸۔

(۲۲) عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۳۷۲۔

(۲۳) السمہودی نور الدین علی بن احمد صفر 844ھ میں پیدا ہوئے۔ بروز جمعرات 18 ذی القعدۃ 911ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

(۲۴) سمہودی، نور الدین علی بن احمد، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۸۴ء 969/3۔

(۲۵) کائناتی عبد الرحمٰن، اسلامی نظام زراعت (مقالہ)، زرعی ڈائجسٹ، اسلام اور زراعت نمبر، شمارہ 2، جلد 15، 1982، ص 142۔

(۲۶) علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، کنز العمال، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۹۷۵ھ، ج ۴، ص ۱۲۸۔

(۲۷) دارمی، ابو عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سنن دارمی، دار الکتاب العربی ۱۴۰۸ھ، ج ۲ ص ۱۶۳۔

(۲۸) امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری، الترغیب والترہیب، دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ، ج ۳، ص ۵۸۶۔

(۲۹) سنن دارمی، ج ۲، ص ۱۶۴۔

(۳۰) بخاری شریف، ابواب الحرث والمزارعۃ، باب ازقال اکفنی مونۃ النخل، ح ۲۳۲۵، ص ۳۷۳۔

(۳۱) بخاری شریف، ابواب الحرث والمزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ ح ۲۳۲۷، ص ۳۷۴۔

(۳۲) حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۴۔

(۳۳) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، دار السلام بیروت، ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۴، ح ۵۳۴۔

(۳۴) سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد۔

(۳۵) المدثر: ۷۴/۴۔

(۳۶) ۹/۱۰۸۔

(۳۷) ۵/۶۔

(۳۸) البقرہ: ۱۷۲/۲۔

(۳۹) طٰہٰ: ۱۴۴۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۴۰) صحیح بخاری، کتاب الاکرہ، باب فی بیع المکرّہ ونحوہ فی الحق وغیرہ، ص ۱۱۹۷، ح ۶۹۴۴۔

(۴۱) البلاذری، احمد بن یحییٰ، الفتوح بلدان بیروت ۱۹۵۷ء ص ۲۶۸۔

(۴۲) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۶۲۔

(۴۳) صحیح مسلم، باب التوبہ، باب حدیث توبہ کعب بن مالک، ح ۲۰۱۶۷، ص ۱۲۳۰۔

(۴۴) العلق: ۱ تا ۵۔

(۴۵) خطیب، ولی الدین، مشکوٰۃ شریف، سعید ایچ ایم کمپنی، ۱۳۹۴ھ، کتاب العلم، ص ۳۴۔

(۴۶) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع، کتاب العلم، باب اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقھہ فی الدین، دار السلام الریاض، ۱۹۹۹ء، ح ۲۶۴۵، ص ۶۰۱۔

(۴۷) الہیثمی، نورالدین، کشف الاستار، موسستہ الرسالہ بیروت، ۱۴۰۴ھ، ج ۱، ص ۸۴۔

(۴۸) ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ح ۲۲۸، ص ۳۵۔

(۴۹) ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ح ۲۲۳، ص ۳۴۔

(۵۰) مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶۔

(۵۱) ابن کثیر، حافظ عماد الدین، البدایۃ والنہایۃ، مکتبہ معارف بیروت، ۱۹۷۳ء، 161/3

(۵۲) ایضاً، 229/3۔

(۵۳) المسند، احمد بن حنبل، المسند، المکتب اسلامی بیروت، ۱۹۷۸ء، 88/1۔

(۵۴) فخر الحسن گنگوھی، التعلیق المحمود علی السنن لابی داؤد، 51/2۔

(۵۵) عبدالرحمٰن کائناتی، اسلامی نظام زراعت (مقالہ)، زرعی ڈائجسٹ، اسلام اور زراعت نمبر، شمارہ 2، جلد 15، اشاعت 1982ء، ص 139۔

(۵۶) عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، شرح صحیح بخاری، دار السلام ریاض، ۲۰۰۰ء، ۲۱۰/۱۳۔

(۵۷) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب العرفاء للناس، ص 1236۔

(۵۸) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 209/13۔

(۵۹) الکتانی محمد عبدالحی، التراتیب الاداریہ، مکتبہ عباس احمر الباز، مکہ مکرمہ ۲۰۰۱ء، ص 267۔

(۶۰) ایضاً۔

(۶۱) یٰسین مظہر صدیقی ڈاکٹر، عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، نقوش (رسول نمبر)، جلد 5، شمارہ 130، اشاعت دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۶۰۹-۶۲۰

☆☆☆☆☆

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.